تحریک ختم نبوت کے ہیروز

ابو حمزہ محمد آصف مدنی

سرگودھا، پنجاب، پاکستان 0313.7013113

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قرآن مجید میں تقریباً سو آیات اور دو سو سے زائد احادیث مبارکہ میں ختم نبوت کا ذکر پوری وضاحت کے ساتھ موجود ہے اسی لئے تمام مسلمانوں کا اجماعی واتفاقی عقیدہ ہے کہ حضور سرور کائنات ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ قرآن کریم آخری آسمانی کتاب اور اُمت محمدیہ آخری اُمت ہے۔ اسلام کے اسی اساسی عقیدے پر ہر مسلمان کا ایمان ہونا ضروری ہے۔ **اُمت کا اس بات پر بھی اجماع ہے کہ ختم نبوت کا منکر دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہے۔** آپ ﷺ کی حیات ظاہری سے آج تک سارے مسلمان اسی عقیدے پر قائم ہیں۔

قادیانیت، اسلام کے خلاف سازش اور نبوت محمدی ﷺ کے خلاف بغاوت ہے۔ زمانۂ نبوی و دور صحابہ و تابعین میں مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، مختار ثقفی اور سجاح بنت حارث نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا، مگر ذلت ورسوائی سے ہم کنار ہوئے۔ اُمت مسلمہ نے سرکارِ دوعالم ﷺ کو تمام تر عظمت وشان کے ساتھ تمام انبیاء ورسولوں کا امام وسردار اور نبی آخر الزماں تسلیم کیا۔

سامراجی قوتوں نے حضور سرور کائنات ﷺ کی عظمت ومحبت کو مسلمانوں کے دلوں سے ختم کرنے کے لیے عقیدہ اجرائے نبوت کو ایک مہلک ہتھیار کے طور پر استعمال کرتے ہوئے مرزا قادیانی کو معاذ اللہ نبی کی صورت میں پیش کیا اور اس طرح سادہ لوح مسلمانوں کو صراط مستقیم سے ہٹانے کی کوشش کی۔

- مرزا قادیانی نے 1880ء میں مُلہِم من اللہ ہونے کیا دعوی کیا کہ مجھے اللہ کی طرف سے الہام ہوتا ہے اور ہدایات ملتی ہیں۔
- 1882ء میں مجدد ہونے کا دعوی کیا۔
- 1891ء میں مسیح مَوعُود ہونے کا دعوی کیا یعنی کہ جن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آنا تھا وہ میں ہی ہوں۔
- 1899ء میں ظِلی وبرُوزِی نبوت کا دعوی کیا۔
- 1901ء میں مستقل صاحب شریعت نبی ہونے کا دعوی کیا۔

ان کے علاوہ بھی بہت سے دعوے کئے جن کی تفصیل علماء اسلام کی تفصیلی کتابوں میں درج ہیں۔

بہر حال صلحائے اُمت اور علماء و مشائخ نے متحد ہو کر ان باطل عقائد کی بیخ کنی کے لئے ہر محاذ پر ان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور انہیں دندان شکن جواب دیا۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں ختم نبوت کا صحیح مفہوم اپنی تالیفات، تصانیف اور بیانات کے ذریعے واضح کر کے اُمت مسلمہ کی صحیح، فکری، علمی اور اعتقادی رہنمائی کی اور جھوٹے مدعیان نبوت کی ناپاک سازشوں کو ناکام بنایا اور عملی جہاد کرتے ہوئے اس فتنے کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا۔

ان اکابرینِ اُمت میں **تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی، امام اہلسنت امام احمد رضا خان محدثِ بریلی، امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدثِ علی پوری، حضرت مخدوم سید شوکت حسین گیلانی، مولانا نواب الدین رمداسی، علامہ سید ابوالحسنات قادری، علامہ سید ابوالبرکات قادری، شیخ السلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی، حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی، غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی شاہ، حضرت صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ، مجاہد ختم نبوت مولانا عبدالستار خان نیازی، فاتح قادیانیت قائد ملتِ اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی، صاحبزادہ محمود شاہ گجراتی، شہزادۂ صدرالشریعہ علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری، مناظر اسلام علامہ عبدالغفور ہزاروی، مولانا محمد بخش مسلم، مولانا غلام محمد ترنم، علامہ شاہ محمد عارف اللہ قادری، حضرت مولانا حامد علی خان، صاحبزادہ سید افتخار الحسن، صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرق پوری، علامہ سید محمود احمد رضوی اور جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری** رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے اسمائے گرامی خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

1953ء میں تحریک ختم نبوت کے قائد غازی کشمیر علامہ سید ابوالحسنات قادری رحمۃ اللہ علیہ (خطیب جامع مسجد وزیر خان لاہور) تھے۔ آپ حضرت مولانا دیدار علی شاہ الوری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اکبر تھے۔ آپ جمعیت علمائے پاکستان کے پہلے مرکزی صدر کی حیثیت سے 9 مارچ 1949ء کو پہلی دستور ساز اسمبلی میں پیش کی جانے والی قرار داد مقاصد کے مؤسسین میں شامل ہیں۔ 1953ء میں تمام مکاتب فکر کے علماء نے علامہ سید ابوالحسنات قادری کو تحریک تحفظ ختم نبوت کا قائد تسلیم کیا۔ اس تحریک کی قیادت کرتے ہوئے آپ دیگر علماء کے ہمراہ گرفتار ہوئے اور ایک سال تک حیدر آباد اور پھر سکھر سینٹرل جیل میں نظر بند رہے اور شدید گرمی میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ اس کے بعد آپ کو سکھر سینٹرل جیل سے لاہور منتقل کر دیا گیا۔ جہاں وہ عدالت کے روبرو پیش ہوئے۔ جیل میں مولانا کو جب یہ اطلاع دی گئی کہ ان کے اکلوتے فرزند مولانا امین الحسنات سید خلیل احمد قادری کو تحریک ختم نبوت میں بھرپور حصہ لینے پر سزائے موت سنادی گئی ہے تو مولانا نے نہایت استقامت سے فرمایا: **"اے اللہ! میرے خلیل کی قربانی کو قبول فرما"** اس فقرے میں آپ کا صبر و شکر اور تسلیم و رضا کا عکس پوری طرح جھلکتا ہے۔

18 جنوری 1953ء کو تمام مکاتب فکر کے علماء اور مذہبی اور سیاسی جماعتوں کے نمائندوں پر مشتمل آل پاکستان مسلم پارٹیز کنونشن میں مجلس تحریک تحفظ ختم نبوت قائم کی گئی۔ جس میں علامہ سید ابوالحسنات قادری کو صدر نامزد کیا گیا۔ اس کنونشن میں طے پایا کہ اس وقت کے وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین سے مطالبہ کیا جائے کہ ایک ماہ میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے اور وزیر خارجہ ظفر اللہ خان سمیت

کلیدی عہدوں پر فائز مرزائیوں کو برطرف کیا جائے، ورنہ سول نافرمانی کی تحریک کا آغاز کر دیا جائے گا۔ اس وفد سے ملاقات میں علامہ ابوالحسنات قادری، مولانا عبدالحامد بدایونی، صاحبزادہ سید فیض الحسن، مولانا محمد بخش مسلم، علامہ شاہ احمد نورانی اور دیگر مکاتب فکر کے اکابرین بھی موجود تھے۔

تحریک ختم نبوت 1953ء کے تحقیقاتی کمیشن کے سربراہ جسٹس منیر کی انکوائری رپورٹ میں درج ہے کہ مسلم لیگ کی صوبائی کونسل کے اجلاس منعقدہ 12 جون 1952ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ممبر صوبائی مسلم لیگ کونسل نے پیش کی تھی۔ اس قرارداد میں کہا گیا تھا کہ **"چونکہ قادیانی بالاتفاق خارج از اسلام ہیں، اس لیے انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے اور حکومت کو اس اعلان میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ چوہدری ظفر اللہ خان قادیانی ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کے نمائندے نہیں ہیں۔ اس لیے پنجاب صوبہ مسلم لیگ کونسل کو حکومت پاکستان سے یہ مطالبہ کرنا چاہیے کہ انہیں اپنے عہدے سے فوراً برطرف کر دیا جائے اور ان کی جگہ کوئی قابل اعتبار مسلمان وزیر خارجہ مقرر کیا جائے"۔**

اسی طرح کی ایک اور قرارداد 14 جولائی 1952ء کو لاہور میں پنجاب صوبہ مسلم لیگ کونسل کی مجلس عاملہ میں پیش کی گئی۔ جس کے محرک قاضی مرید احمد اور مؤید صاحبزادہ سید محمود شاہ گجراتی تھے۔ مولانا عبدالحامد بدایونی نے تحریک پاکستان کی طرح تحریک ختم نبوت میں بھی بھرپور حصہ لیا۔ تحریک کے دوران ملک کے طول و عرض کے دورے کیے اور فروری 1953 سے جنوری 1954 تک کراچی اور سکھر کی جیلوں میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ مولانا عبدالحامد بدایونی اور مفتی صاحبداد خان نے 1951ء میں کراچی کے اس تاریخی اجلاس میں جمعیت علمائے پاکستان کی نمائندگی کی جس میں اسلامی دستور کے نفاذ کے سلسلے میں علماء کے متفقہ 22 نکات مرتب کیے گئے تھے۔

تحریک ختم نبوت میں مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات روز روشن کی طرح واضح ہیں۔ آپ نے پنجاب مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن، تحریک پاکستان، تحریک نفاذ شریعت، 1953ء اور 1974ء کی تحاریک ختم نبوت، تحریک بحالی جمہوریت، تحریک نظام مصطفی ﷺ اور تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے پلیٹ فارم سے کارہائے نمایاں سرانجام دیے۔

مولانا عبدالستار خان نیازی نے 28 فروری 1953ء کو جامع مسجد وزیر خان لاہور کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنا کر تحریک ختم نبوت کا آغاز کیا۔ آپ ان دنوں پنجاب اسمبلی کے ممبر تھے۔ آپ نے پنجاب اسمبلی میں قادیانیوں کے خلاف قرارداد پیش کرنے کا پروگرام بنایا، لیکن اس سے پیشتر ہی آپ کو شاہی قلعہ لاہور میں نظر بند کر دیا گیا۔ اس کے بعد 9 اپریل کو جیل بھیج دیا گیا 16 اپریل سے 25 اپریل تک فوجی عدالت میں مقدمہ چلتا رہا۔ بالآخر 7 مئی کو فوجی عدالت نے سزائے موت کا حکم سنا دیا۔ بعد میں مفتی اعظم فلسطین سید امین الحسینی سمیت عالم اسلام کے عظیم اکابر کے بھرپور احتجاج اور اسلامی ممالک کے دباؤ کے تحت سزائے موت کو عمر قید بامشقت میں بدل دیا گیا۔ مولانا نیازی 7 مئی سے 14 مئی تک پھانسی کی کوٹھڑی میں مقید رہے۔ 29 اپریل 1955ء کو ضمانت پر رہائی ملی، اس طرح آپ دو برس سے زائد جیل میں رہے۔

7 ستمبر 1974ء کا دن ہماری قومی اور ملی تاریخ میں خاص اہمیت کا حامل ہے، اس دن مسلمانوں کے دیرینہ مطالبے پر اس وقت کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو آئینی اور پارلیمانی بنیاد پر غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا تاریخ ساز فیصلہ کیا۔ یہ یادگار فیصلہ مسلمانوں کی طویل جدوجہد کا نتیجہ تھا۔

پاکستان کی قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی تاریخی قرارداد پیش کرنے کا اعزاز جمعیت علمائے پاکستان کے سربراہ قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی کو حاصل ہوا۔ قومی اسمبلی میں قادیانی جماعت کے دونوں گروپوں ربوہ گروپ اور لاہوری گروپ کو اپنے عقائد اور جماعتی موقف پیش کرنے کو کہا گیا۔ اٹارنی جنرل یحیٰی بختیار نے بہترین صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتے ہوئے قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر پر گیارہ روز جرح کی۔ علامہ شاہ احمد نورانی، علامہ عبد المصطفیٰ الازہری اور مولانا سید محمد علی رضوی سمیت ممتاز مذہبی و سیاسی رہنماؤں نے پوری جانفشانی سے قومی اسمبلی میں قادیانیت کو اس کے منطقی انجام تک پہنچانے میں تاریخ ساز کردار ادا کیا۔ ان تمام امور میں پارلیمنٹ کے اندر اور باہر دیگر مکاتب فکر کے جید علماء اور اکابرین کی بھرپور معاونت بھی حاصل رہی۔

وزیر اعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے دور اندیشی اور اعلیٰ تدبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس قرارداد کی مکمل حمایت کی۔ بالآخر قومی اسمبلی نے 7 ستمبر 1974ء کو علامہ شاہ احمد نورانی کی اس تاریخی قرارداد کو متفقہ طور پر منظور کر لیا۔ جس میں قادیانیوں اور مرزائیوں کو مکمل طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں اس قرارداد کی توثیق بھی کی گئی اور اس طرح مسلمانوں کی کئی دہائیوں سے جاری جدوجہد رنگ لائی اور یہ مقدس دینی تحریک کامیابی کی منزل سے ہمکنار ہوئی۔

تحریک ختم نبوت کے سپہ سالار علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ

قیام پاکستان کے بعد جب بھی ملک و ملت پر نازک وقت آیا تو علماء امت میدان عمل میں نکل آئے اور اپنے فرائض منصبی کے مطابق نمایاں کارنامے انجام دیے ان اکابرین علماء امت میں مبلغ اسلام فاتح قادیانیت سپہ سالار اعلی تحریک ختم نبوت قائد ملت اسلامیہ حضرت علامہ الشاہ احمد نورانی صدیقی کا نام سرفہرست ہے۔ یکم اپریل 1926ء میں مبلغ اسلام سفیر پاکستان حضرت علامہ شاہ عبد العلیم صدیقی رحمتہ اللہ علیہ کے گھر پیدا ہونے والے اِس فرزند ارجمند نے زندگی بھر اپنے ایمان، ضمیر اور نسبی تقاضوں کو سامنے رکھ کر احقاق حق اور ابطالِ باطل کی شمع روشن رکھی۔

1953 میں آپ نے قادیانیوں کے خلاف تحریک ختم نبوت میں بھرپور حصہ لیکر پاکستان میں دینی مذہبی و سیاسی زندگی کا آغاز کیا۔ علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی کو قادیانیت سے شدید نفرت تھی اس نفرت نے انہیں زندگی بھر قادیانیت کے خلاف مصروف جہاد رکھا محراب و منبر سے لیکر سینیٹ کے ایوانوں تک اسی مرد قلندر کی ذات سب سے نمایاں اور الگ نظر آئی۔

علامہ نورانی 1971 میں پہلی بار جمعیت علماء پاکستان کے ٹکٹ پر قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے،15 اپریل 1972ء کو قومی اسمبلی کا 3 روزہ افتتاحی اجلاس شروع ہوا تو علامہ نورانی نے اجلاس کے پہلے ہی روز جمعیت علماء پاکستان کے پارلیمانی قائد کی حیثیت سے عبوری آئین کے حوالے سے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کو اپنا موضوعِ گفتگو بنایا، یہ پاکستان کی تاریخ میں قومی اسمبلی کے فلور پر عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں بلند ہونے والی سب سے پہلی آواز تھی، علامہ شاہ احمد نورانی پاکستان کی پارلیمانی اور آئینی تاریخ میں پہلے سیاستدان تھے، جنھوں نے سب سے پہلے آئین میں مسلمان کی تعریف شامل کرنے کا مطالبہ کیا اور آئین سازی کیلئے قائم کمیٹی میں سب سے پہلی ترمیم مسلمان کی تعریف اور اسلام کو ریاست کا سرکاری مذہب قرار دینے سے متعلق پیش کی، قومی اسمبلی میں اپنے اوّلین خطاب میں علامہ نورانی نے آئین کے اندر مسلمان کی تعریف شامل کرنے کا پرزور مطالبہ کیا اور کہا کہ **"جو لوگ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں مانتے ہم ان کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے"**۔ قادیانیوں کو کافر اور غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی تحریک کا آغاز کر دیا۔

آپ کے اس مطالبے کا مقصد پاکستان کے اس اعلیٰ ترین انتظامی عہدوں پر عقیدہ ختم نبوت کے مخالف قادیانیوں اور غیر مسلموں کے فائز ہونے کے امکانات کا ہمیشہ ہمیشہ کیلئے خاتمہ تھا، دراصل علامہ نورانی کا آئین میں مسلمان کی تعریف شامل کرنے کا مطالبہ قادیانیوں کو کافر اور غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی تحریک کا نقطہ آغاز اور 1974ء کی تحریک ختم نبوت کی بنیادی اساس تھا۔

چنانچہ 17 اپریل 1972ء کو جمعیت علماء پاکستان اور متحدہ اپوزیشن کی جانب سے مسلمان کی جامع تعریف کو پہلی بار اسمبلی میں پیش کی گئی، جسے بعد میں 1973ء کے آئین میں شامل کر لیا گیا، علامہ نورانی کی کوششوں کی بدولت مسلمان کی تعریف پاکستان کے آئین کا حصہ بن چکی تھی اور آئین میں اس تعریف کی شمولیت نے قادیانیوں کو ایک ایسی غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا تھا، جس کا مستقبل میں صرف اعلان ہونا ہی باقی رہ گیا تھا، اس تعریف کی شمولیت سے قادیانیوں کو بھی یقین ہو چلا تھا کہ وہ ایک غیر اعلانیہ غیر مسلم اقلیت قرار پا چکے ہیں، مولانا نورانی کو منکرین ختم نبوت قادیانیوں اور قادیانیت سے شدید نفرت تھی اور اسی نفرت نے انہیں زندگی بھر قادیانیت کے خلاف مصروف جہاد رکھا، علامہ نورانی جو کہ نوجوانی میں تحریک ختم نبوت 1953ء میں جید اکابر علماء کے ساتھ "علماء بورڈ کے ممبر اور مجلس عمل تحفظ ختم نبوت سندھ کے جنرل سیکرٹیری" کی حیثیت سے مرکزی کردار ادا کر چکے تھے، اس تحریک کی ناکامی کے اسباب وعوامل سے پوری طرح واقف تھے، چنانچہ آپ نے تحفظ ختم نبوت اور عظمت مصطفی کو مملکت کا قانون بنانے اور آئینی تحفظ دینے کیلئے کام کرنا شروع کر دیا، اس سفر کی کامیاب ابتداء آئین میں مسلمان کی تعریف کی شمولیت، ریاست کا سرکاری مذہب اسلام، دیگر اسلامی دفعات کو آئینی تحفظ دینے کے علاوہ عائلی قوانین کی تنسیخ، تینوں مسلح افواج کے سربراہوں کیلئے مسلمان ہونے کی شرط، فتنہ ارتداد کو روکنے کی ضمانت حاصل کرنے اور پاکستان کے دستور کو دو قومی نظریے سے ہم آہنگ کرنے کی کوششوں سے ہو چکی تھی اور آپ اپنے اہداف پر نظر رکھے ہوئے مرحلہ وار اس منزل کی جانب رواں دواں تھے۔

آپ 29 اپریل 1973ء کو آزاد کشمیر اسمبلی میں میجر (ریٹائرڈ) محمد ایوب کی متفقہ طور پر منظور کی جانے والی قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرار داد سے بھی اچھی طرح واقف تھے اور محسوس کر رہے تھے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرار داد پاکستان کی نیشنل اسمبلی کو بھی منظور کر کے پاکستان کے مسلمانوں کے جذبات کی ترجمانی کرنی چاہیے، واضح رہے کہ میجر (ریٹائرڈ) محمد ایوب کی قرار داد کا اصل محرک اور اس کی بنیاد 17 اپریل 1972ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی میں پیش کردہ مسلمان کی وہ متفقہ تعریف تھی جسے علامہ نورانی اور آپکے رفقاء نے تیار کیا تھا، آزاد کشمیر اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ایک نئی تاریخ ہی رقم نہیں کی بلکہ پاکستان کی نیشنل اسمبلی کے اراکین کیلئے بھی آئندہ کا لائحہ عمل متعین کر دیا تھا، مرزائی آئین میں مسلمان کی تعریف کی شمولیت سے پہلے ہی سخت پریشان تھے کہ آزاد کشمیر اسمبلی میں قادیانیوں کے خلاف قرارداد کی منظوری نے اُن کے تمام خدشات کو یقین میں بدل دیا اور انہیں محسوس ہونے لگا کہ عنقریب اب پاکستان کی قومی اسمبلی میں موجود علماء اُن کے مستقبل کے بارے میں قرار داد پیش کر کے اُن کیلئے رہے سہے راستے بھی بند کر دیں گے، اس صورتحال نے مرزا ناصر کو اس قدر سیخ پا کر دیا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف ہذیان بکنے لگا، اتفاق سے اسی دوران سانحہ ربوہ پیش آگیا، جس نے قادیانیوں کے خلاف عوامی نفرت کو مزید گہرا کر دیا اور جو تحریک ختم نبوت 1974ء کی اصل بنیاد بنا، علامہ شاہ احمد نورانی جو کہ تمام حالات کا نہایت ہی باریک بینی سے جائزہ لے رہے تھے، نے محسوس کیا کہ اب قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کیلئے آئینی اور قانونی جنگ لڑنا انتہائی ضروری ہو گیا ہے۔

چنانچہ 30 جون 1974 کی صبح علامہ الشاہ احمد نورانی صدیقی نے قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے لئے ایک تاریخ ساز قرار داد پیش کی جسے ایوان نے متفقہ طور پر منظور کر لیا۔ اس قرارداد کا پیش کرنا تھا کہ قادیانیت کے ایوانوں میں ہنگامہ مچ گیا۔

آپ نے قومی اسمبلی میں قادیانیت کے خلاف قرار داد پیش کرنے سے لے کر اُس کی منظوری تک نہایت ہی محنت و جانفشانی سے کام کیا، اِس دوران آپ نے قومی اسمبلی کے اجلاسوں میں باقاعدگی سے شرکت کے ساتھ، اراکین اسمبلی کو اعتماد میں لینے، انہیں مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت و حیثیت سے روشناس کرانے، رات گئے تک اٹارنی جنرل یحیٰی بختیار کے ساتھ قادیانیوں سے پوچھے جانے والے سوالات کی تیاری کے ساتھ، مرزا ناصر اور صدرالدین لاہوری کے محضر نامے کے جواب میں 75 سوالات پر مشتمل سوالنامہ کی تیاری میں بھی بھرپور حصہ لیا، آپ نے قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی اور رہبر کمیٹی کے رکن ہونے کے باوجود عوامی رائے عامہ ہموار کرنے کیلئے ملک بھر کے طوفانی دوروں میں چالیس ہزار میل کا سفر طے کیا اور ڈیڑھ سو سے زائد شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں عوامی جلسوں سے خطاب کر کے مسلمانوں کو قادیانیوں کے گمراہ کن عقائد، فتنہ پردازیوں اور شر انگیزیوں سے آگاہ کیا،

مرکزی رؤیتِ ہلال کمیٹی کے سابق چیئرمین مفتی اعظم پاکستان قبلہ **مفتی منیب الرحمن صاحب** زیدہ مجدہ فرماتے ہیں:

"علماءِ اِس سے پہلے بھی موجود تھے...... مگر یہ سعادت ماضی میں کسی کے حصے میں بھی نہیں آئی، تاریخ پاکستان میں پہلی بار ایک مرد حق، پیکر صدق وصفا، کوہ استقامت اور حاصل جرات وشجاعت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی اسمبلی میں پہنچے اور فتنہ انکار ختم نبوت یعنی قادیانیت کو کفرو ارتداد قرار دینے کی بابت قرارداد قومی اسمبلی میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی، تاریخِ اسلام میں ریاست و مملکت کی سطح پر فتنہ انکار ختم نبوت کو کفروارتداد قرار دینے اور ان کے خلاف عَلَم جہاد بلند کرنے کا اعزاز جانشین رسول خلیفہ اوّل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا اور ان کے بعد یہ اعزاز انہی کی اولاد امجاد میں علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی کو نصیب ہوا۔"

(بحوالہ ماہنامہ کاروان قمر کراچی امام نورانی نمبر نومبر دسمبر 2004ء ص20)

قادیانی مسئلے پر غور خوض کیلئے قومی اسمبلی کی پورے ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی نے دو ماہ میں 28 اجلاس اور 96 نشستیں منعقد کیے، اس دوران قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کے روبرو قادیانی گروہ کے سرخیل مرزا ناصر، لاہوری گروپ کے امیر صدرالدین اور انجمن اشاعت اسلام لاہور کے عبدالمنان اور مسعود بیگ پر ان کے عقائد و نظریات، ملک دشمنی اور یہودی و سامراجی گٹھ جوڑ کے حوالے سے جرح ہوئی، علامہ نورانی فرماتے ہیں:

"مسلسل گیارہ روز تک مرزا ناصر پر جرح ہوتی رہی، اور سوال اور جوابی سوال کیے جاتے رہے، مرزا کو صفائی پیش کرتے کرتے پسینہ چھوٹ جاتا اور آخر تنگ آکر کہہ دیتا کہ بس اب میں تھک گیا ہوں، اسے گمان نہیں تھا کہ اس طرح عدالتی کٹہرے میں بٹھا کر اس پر جرح کی جائے گی..... وہ اپنا عقیدہ خود اراکین اسمبلی کے سامنے بیان کر گیا اور اس بات کا اعلان کر گیا کہ مرزا (غلام احمد قادیانی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسیح موعود اور امتی نبی ہے، جن اراکین اسمبلی کو قادیانیوں کے متعلق حقائق معلوم نہیں تھے، انہیں بھی معلوم ہو گیا اور انہیں اس بات کا یقین ہو گیا کہ مولانا نورانی جنہیں اقلیت قرار دلوانے کی سعی کر رہے ہیں وہ لوگ واقعی کافر، مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

(بحوالہ ماہنامہ ضیائے حرم ختم نبوت نمبر 1974ء)

قادیانی مسئلے پر فیصلہ کرنے کیلئے قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی نے قادیانی مسئلہ کو جانچنے اور پرکھنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اور طویل جمہوری و پارلیمانی کاروائی کے بعد قومی اسمبلی نے پورے تدبر سے کام لیتے ہوئے 7، ستمبر 1974ء کو وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کی موجودگی میں آئین کی وہ واحد ترمیم منظور کی جس کی مخالفت میں ایک بھی ووٹ نہیں ڈالا گیا، یوں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا تاریخ ساز فیصلہ کرتے ہوئے پاکستان کے دونوں ایوانوں نے مرزا قادیانی اور اُس کی ذریت کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا، اس طرح بالخصوص علامہ شاہ احمد نورانی اور بالعموم تمام مسالک کے علماء و مشائخ کی مشترکہ کوششوں سے 90 سالہ فتنے کے اختتام ہوا اور قادیانیوں کے خلاف تحریک اپنے منطقی انجام تک پہنچی۔ آپ کا یہ کارنامہ امت مسلمہ ہمیشہ یاد رکھے گی۔

10 صفر المظفر 1444ء مطابق 7 ستمبر 2022 بروز بدھ